بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین متین درج ذیل دو مسئلوں کے بارے میں۔

الأولی :۔ ایک کوٹھی کا مالک (کمیشن ایجنٹ) مالکان باغ کو درختوں پر پھل آنے سے پہلے قرض دیتا ہے تاکہ زمیندار پھل پکنے کے بعد اس کو میرے پاس لائے۔ اگرچہ صراحۃً وہ اس کا مطالبہ نہیں کرتا لیکن عرفِ عام یہی ہے کہ زمیندار پھل اس کوٹھی کے مالک کے پاس ہی لائے گا۔ کہ اس نے مشکل حالات میں ساتھ دیا ہے۔

جب مالکِ باغ کا پھل پہنچانے کے بعد کوٹھی کا مالک دس فیصدی کمیشن اس کے مال کے فروخت کرنے پر وصول کرتا ہے جو ہر مال لانے والے سے وہ وصول کرتا ہے۔ اور پھل فروخت ہونے کے بعد کوٹھی والا اپنا قرض بھی وصول کرتا ہے۔

آپ معلوم یہ کرنا ہے کہ آیا کوٹھی کے مالک کا یہ عمل کُلُّ قرضٍ جرّ نفعاً فھو ربا میں تو نہیں آتا؟

الثانیۃ :۔ دو آدمیوں نے مشترکہ طور پر باغ خریدا۔ ان دونوں میں سے ایک شریک کا فروخت منڈی میں کوٹھی بھی ہے جو لوگوں کا مال کمیشن پر فروخت کرتا ہے۔

آپ دریافت یہ کرنا ہے کہ آیا یہ کوٹھی کا مالک جو شریکِ باغ بھی ہے اس مذکورہ باغ کا پھل فروخت کرنے پر کمیشن لے سکتا ہے؟

دونوں مسئلوں کا باحوالہ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

فجزاکم اللہ تعالیٰ عنا احسن الجزاء فی الأولیٰ والآخرۃ۔

المستفتی۔ سعد اللہ شریک دورۃ الحدیث دار العلوم کراچی

رابطہ نمبر۔ 0312-8003178

پتہ :۔ احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔ صورتِ مسئولہ میں کمیشن ایجنٹ کا باغ کے مالک کو اس شرط پر قرض دینا کہ باغ کا مالک پھل فروخت کرنے کے لئے اسی کے پاس ہی لائے گا، شرعاً یہ شرط، شرطِ فاسد ہے، تاہم اس کی وجہ سے قرض کے معاملہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ اس سے قرض لینا درست ہے۔ نیز اس شرط کی پابندی باغ کے مالک پر لازم نہیں ہے بلکہ اسے کسی بھی کمیشن ایجنٹ کے پاس پھل لے جانے اختیار ہے۔ پھر قرض دینے والے کمیشن ایجنٹ کے پاس پھل لے جانے کی صورت میں اگر وہ واقعۃً باغ کے مالک سے اجرتِ مثل ہی لے یعنی اتنا کمیشن لے جتنا کہ دوسرے لوگوں سے لیتا ہے، تو اس صورت میں بھی قرض کا یہ معاملہ "کلُّ قرض جرَّ نفعاً الخ" میں داخل نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ قرض دینے کی شرط کرنے کی وجہ سے کمیشن معمول سے زیادہ لے یا قرض کی واپسی پر مشروط زائد رقم کا مطالبہ کرتا ہو تو اس صورت میں یہ سودی معاملہ ہوگا اور "کلُّ قرض جرَّ نفعاً الخ" میں داخل ہو کر ناجائز ہوگا۔ البتہ اگر قرض دینے کے ساتھ شرط نہ لگائی جائے بلکہ بعد میں "هل جزاء الإحسان الا الإحسان" کی وجہ سے احسان کا معاملہ کیا جائے تو اس کی اجازت ہے۔

الدر المختار– (۵ / ۱۶۵)

(و) فيها (القرض لا يتعلق بالجائز من الشروط فالفاسد منها لا يبطله ولكنه يلغو شرط رد شيء آخر فلو استقرض الدراهم المكسورة على أن يؤدي صحيحا كان باطلا)...وفي الخلاصة القرض بالشرط حرام والشرط لغو بأن يقرض على أن يكتب به إلى بلد كذا ليوفي دينه.وفي الأشباه كل قرض جر نفعا حرام... وفيها شراء الشيء اليسير بثمن غال لحاجة القرض يجوز ويكره وأقره المصنف.

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (۵ / ۱۶۶)

(قوله كل قرض جر نفعا حرام) أي إذا كان مشروطا كما علم مما نقله عن البحر، وعن الخلاصة وفي الذخيرة وإن لم يكن النفع مشروطا في القرض، فعلى قول الكرخي لا بأس به.

(۲)۔۔۔ صورتِ مسئولہ میں کمیشن ایجنٹ کے لئے مشترکہ پھل فروخت کرنے پر پھلوں سے حاصل ہونے والے نفع کے علاوہ علیحدہ اجرت لینا ائمہ احناف یعنی حضرت امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز نہیں ہے، اگرچہ بعض فقہاءِ کرامؒ نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

لہذا اختلاف سے بچنے کے لئے بے غبار حل یہ ہے کہ پھل تیار ہو جانے کے بعد دونوں شریک اپنا اپنا حصہ الگ کرلیں، اس کے بعد فریقین باہمی رضامندی کے ساتھ پھل بیچنے کی اجرت طے کریں، اس صورت میں کمیشن ایجنٹ کے لئے اپنے شریک کے حصہ کو فروخت کرکے طے شدہ اجرت لینا جائز ہوگا۔

النتف في الفتاوى (٢/ ٥٧٥):(اجارة الشريك شريكه)

والعاشر لو كان طعام بين رجلين فقال احدهما لصاحبه احمله الى موضع كذا ولك في نصيبي من الاجر كذا او قال اطحنه ولك في نصيبي كذا من الاجر جاز ذلك في قول زفر ومحمد بن صاحب ولايجوز ذلك في قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد

الهداية شرح البداية (٣/ ٢٤٣):

قال وإذا كان الطعام بين رجلين فاستأجر أحدهما صاحبه أو حمار صاحبه على أن يحمل نصيبه فحمل الطعام كله فلا أجر له

فتح القدير (٢٠/ ١٨١):

(قوله : ولأن ما من جزء يحمله إلا وهو شريكه فيه فيكون عاملا لنفسه فلا يتحقق التسليم) قال صاحب العناية : ولقائل أن يقول:لا يخلو من أنه عامل لنفسه فقط أو عامل لنفسه ولغيره ، والأول ممنوع فإنه شريك ، والثاني حق لكن عدم استحقاقه الأجر على فعله لنفسه لا يستلزم عدمه بالنسبة إلى ما وقع لغيره .والجواب أنه عامل لنفسه فقط ؛ لأن عمله لنفسه أصل ، وموافق للقياس ، وعمله لغيره ليس بأصل بل بناء على أمر مخالف للقياس في الحاجة ، وهي تندفع بجعله عاملا لنفسه لحصول مقصود للمستأجر فاعتبر جهة كونه عاملا لنفسه فقط فلم يستحق الأجر .انتهى كلامه................ ..واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد طیب رشید چنیوٹی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۸/محرم الحرام/۱۴۳۸ھ

۲۰/اکتوبر/۲۰۱۶ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ

۲۰/۱/۱۴۳۸ھ

الجواب صحیح

۲۰/۱/۱۴۳۸ھ

دار الافتاء

مفتی